اسلام میں ربا کی حرمت اور بلا سود سرمایہ کاری

ڈاکٹر محمود احمد غازی

یہ بات تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ میں سود کو واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے کم لوگ واقف ہیں کہ سود کی حرمت ان اساسی تعلیمات یا ضروریات دین میں سے ہے جن کے بارے میں کسی قسم کا شک وشبہ انسان کو اسلام ہی سے خارج کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ سود کو قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ نے کبیرہ گناہوں میں بھی بہت بڑا گناہ قرار دیا لیکن اس کا اندازہ کم لوگوں کو ہے کہ سود کو حرام قرار دینے کے ساتھ ساتھ شریعت نے اس کو اتنا بڑا جرم کیوں قرار دیا ہے۔ اس یونٹ میں حرمت ربا کے بارے میں آیات اور احادیث پیش کی گئی ہیں ان سے اندازہ ہوگا کہ شریعت نے حرمت ربوا اور سود کے خاتمہ کے مسئلہ کو کتنا اہم قرار دیا ہے۔ اور سود کی کون سی قباحتیں اور خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے اس کو اتنی سختی کے ساتھ روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضور ﷺ، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اہل ذمہ، یہودیوں ،عیسائیوں اور مشرکین کے ساتھ معاہدے کیے۔ جن کے بموجب ان کو اجازت دی گئی کہ وہ اپنی عیسائیت، یہودیت یا بت پرستی پر قائم رہتے ہوئے اسلامی ریاست میں آزادانہ اور باعزت زندگی گزار سکیں، حتیٰ کہ ان کو اسلامی ریاست کے اندر رہتے ہوئے شراب نوشی اور خنزیر خوری جیسے امور کی بھی اجازت دی گئی جو شریعت کی رو سے قطعاً حرام ہیں لیکن ان تمام آزادیوں کے باوجود ان کو سود خواری کی اجازت نہیں دی گئی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ کیا اس میں صراحت کی گئی کہ سودی کاروبار کی صورت میں یہ معاہدہ کالعدم متصور ہوگا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی متعدد غیر مسلم قبائل کے ساتھ معاہدے کیے اور ان کو بطور اہل ذمہ یہ حق دیا کہ وہ اپنے مشرکانہ نظریات پر قائم رہتے ہوئے اسلامی ریاست میں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے رہ سکیں۔ لیکن ان دستاویزات اور معاہدوں میں یہ بات صراحت سے ملتی ہے کہ اگر تم لوگوں نے سودی کاروبار کیا تو یہ معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سود کو اتنا بڑا جرم قرار دیا تھا کہ کسی ایک فرد کا سودی کاروبار کرنا اس بات کیلیے کافی قرار پایا کہ اس کی پاداش میں پوری قوم سے معاہدہ دوستی وامن کو ختم کر دیا جائے۔

قرآن پاک کی جن آیات میں سود کی حرمت بیان فرمائی گئی ہے وہاں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ سود خواروں کو اس طرح اٹھایا جائے گا کہ جیسے شیطان نے ان کو مس کر کے پاگل کر دیا ہو۔ قرآن مجید کی اس وعید

کی ایک ہلکی سی جھلک یہ ہے کہ خود اس دنیا میں سودی کاروبار کرنے والے اور بیک زبان اسلام کا دعویٰ کرنے والے حضرات ایسی ژولیدہ فکری کا شکار نظر آتے ہیں جس کی توقع ایک سنجیدہ اور معقول آدمی سے نہیں کی جاسکتی۔ ایک ہی شخص ایک دن حرمت سود کے خلاف ایک بات کہتا ہے اور جب دلائل اور منطق سے اس کو قائل کردیا جائے تو دوسرے دن ایک دوسری بات کہنے لگتا ہے جو پہلی بات سے بالکل متناقض اور متعارض ہوتی ہے اور یہ یقین نہیں آتا کہ یہ دونوں باتیں ایک ہی شخص کی زبانی یا قلم سے نکلی ہوں گی۔

اس یونٹ میں سود کے بارے میں شریعت کے ضروری احکام، حرمت سود کے بارے میں چند شبہات و اعتراضات اور اس کے متبادل نظام کے بعض پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ یہاں سود کے بارے میں کوئی مفصل تحقیق پیش کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد سود کے ضروری احکام کو بیان کرنا اور اس کے بارے میں الجھنوں اور غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔

قرآن پاک میں حرمت سود کی آیات:

غالباً قرآن پاک کی سب سے پہلی آیت جس میں ربا کے ناپسندیدہ ہونے کا اشارہ ملتا ہے وہ سورہ روم کی آیت ۳۹ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تمہارا یہ سمجھنا کہ ربا سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے درست نہیں ہے۔ اللہ کی نظر میں یہ کوئی اضافہ نہیں۔ اس کے برعکس تم جو زکوۃ اور صدقات ادا کرتے ہو جن سے تمہارا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے تو وہی اصل اضافہ اور بڑھوتری ہے۔ سورہ روم قبل از ہجرت نازل ہونے والی صورتوں میں سے ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شریعت کے تفصیلی احکام آنے سے پہلے ہی قرآن پاک نے مسلمانوں کو سود کے ناپسندیدہ ہونے سے باخبر کردیا تھا۔ مدینہ منورہ میں سود کی حرمت کا ذکر سب سے پہلے سورہ آل عمران کی درج ذیل آیت میں ملتا ہے۔

۱۔ يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (آل عمران، ۳: ۱۳۰-۱۳۱)

اے ایمان والو! دوگنا چوگنا سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کو کامیابی حاصل ہو اور ڈرو اس آگ سے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یہ آیت غزوہ احد کے ذکر میں بیان ہوئی ہے۔ بظاہر دونوں میں کوئی مناسبت نظر نہیں آتی کہ غزوہ احد کا ذکر کرتے کرتے یکایک حرمت سود کا یہ اعلان کچھ بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے لیکن ذرا غور سے دیکھا جائے تو واضح ہوجاتا ہے کہ یہ ذکر بے جوڑ نہیں ہے۔ مفسرین نے یہاں حرمت سود کا ذکر کرنے کی کئی مصلحتیں بیان فرمائی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

غزوہ احد میں مسلمانوں کو جس مشکل صورت حال کا سامنا کرنا پڑا اور خاصا جانی نقصان ہوا اس کی بڑی وجہ یہودیوں اور منافقین (جو درپردہ یہودیوں ہی کے ایجنٹ تھے) ساز باز تھی۔ یہودیوں کا مدینہ کے بازار اور تجارتی زندگی پر بڑا کنٹرول تھا اور قرب و جوار کے تمام عرب قبائل یہودیوں کے مقروض تھے۔ یہودی اپنے سودی قرضوں کے بل پر آس پاس کے عرب قبائل کو اپنے شکنجہ میں پھنسائے ہوئے تھے۔ اس سیاق میں حرمت سود کے ذریعے یہودیوں کے اس معاشی تسلط پر کاری ضرب لگائی گئی، اور اہل ایمان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ پیغام دے دیا گیا کہ یہودیوں اوان کے عالمی گماشتوں کے تسلط سے آزاد رہنے کا سب سے موثر ذریعہ انسداد سود ہے۔ اگر سود ختم کردیا جائے تو یہودیوں اور ان کے کارندوں کی معاشی بالا دستی سے نجات حاصل کر لینا بہت آسان ہوجاتا ہے (شاید یہی وجہ ہے کہ جب بھی سود کے خاتمہ کی بات کی جاتی ہے سب سے بڑا اعتراض یہود وہنود کے کارندوں کو ہی ہوتا ہے جو ایک دوسرے کے سودخور بھائی ہیں)۔ غزوہ احد میں بعض مسلمانوں سے کمزوری سرزد ہوئی جس سے کفار نے فائدہ اٹھا کر جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ اس کمزوری کا ایک اہم سبب سودخوری بھی تھا۔ سود سے قلب میں ظلمت پیدا ہوتی ہے۔ اور اعمال صالحہ کی راستہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔

مسلمانوں کو غزوۂ احد میں جس چیز نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا وہ بعض مجاہدین کا مال غنیمت کے حصول میں اپنا مورچہ چھوڑ دینا تھا۔ یہ چیز حب المال کی وجہ سے تھی جو اگر جڑ پکڑ لے تو سودخوری اور قماربازی تک لے جاکر چھوڑتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالی نے اس جذبہ کو ابتدا ہی میں ختم کردینے کیلئے حرمت سود کے احکام نازل فرمادیے تاکہ حب مال کا میلان فطری حدود سے تجاوز نہ کرے۔

جہاد کی روح جان و مال کو بے دھڑک قربان کرڈالنے کا جذبہ ہے۔ اگر یہ جذبہ ذرا بھی کمزور ہوتو جہاد کے تقاضے پورے نہیں ہوسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک مجاہدین اسلام میں سودخوری کے جراثیم پیدا نہیں ہوئے اور سودخوروں کو جہاد کی توفیق نہیں ہوئی۔ جہاد بالمال اور سودخوری ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

مذکورہ بالا آیت میں دو گنے چوگنے سود کی ممانعت کی گئی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوگنے چوگنے سے کم سود لینا جائز ہے۔ اول تو قرآن اور احادیث نبوی ﷺ کے دوسرے صریح احکام میں ہر قسم کا سود حرام قرار دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ انداز بیان سود کی شناعت اور قباحت کو زیادہ نمایاں کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔

۲. اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ

وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ، (البقرۃ ۲:۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس طرح اٹھتے ہیں (یا اٹھیں گے) جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان نے اپنے مس سے حواس باختہ کر دیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خرید و فروخت بھی تو ربا ہی ہے۔ حالانکہ خرید و فروخت کو اللہ نے جائز اور ربا کو حرام قرار دیا ہے۔ پس جس شخص کو اپنے رب کی نصیحت ہوئی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ پہلے لے چکا وہ تو اس کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ لیکن اگر کوئی دوبارہ یہ کام کرے تو ایسے ہی لوگ جہنم والے ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

ان آیات میں جو بات بیان کی گئی ہے وہ نہ صرف ربا کی حرمت بلکہ ربا اور خرید و فروخت کے مابین فرق کی نشاندہی بھی ہے۔ قرآن پاک نے دونوں کو ایک جیسا قرار دینے والوں کو مخبوط الحواس اور بدعقل قرار دینے پر اکتفا کیا ہے اور ان دونوں کے مابین فرق کی تفصیلات بیان کیں۔ گویا قرآن پاک نے اس فرق کو ایسی واضح اور دوٹوک چیز سمجھا ہے جس کی تفصیل میں جانا غیر ضروری ہے۔

ان دونوں میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ خرید و فروخت میں زائد روپیہ کسی کام یا مال کا معاوضہ ہوتا ہے لیکن ربا میں سود خوار جو زائد دولت وصول کرتا ہے وہ نہ کسی مال کا معاوضہ ہوتی ہے نہ کام کا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ بیع اور خرید و فروخت تجارت کو فروغ دیتے ہیں جس سے دولت پھیلتی ہے۔ لیکن ربا میں دولت سمٹتی چلی جاتی ہے اور سود خوار دولت مند ہوتا چلا جاتا ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ کاروبار میں ہر شخص اپنے قبضے میں موجود مال کے نفع اور نقصان دونوں کا ذمہ دار ہوتا ہے لیکن ربا میں سود خوار صرف نفع کا حق دار ہوتا ہے اور نقصان کی ذمہ داری مقروض پر ڈال دیتا ہے۔ بیع اور ربا میں چوتھا بڑا فرق یہ ہے کہ معاملہ بیع ایک بار ہو کر ختم ہو جاتا ہے اور دونوں فریق اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس سود خوار بیشتر صورتوں میں اپنے مقروض کی جان نہیں چھوڑتا اور اس کے مطالبات پورے ہونے میں نہیں آتے، خاص طور پر سود در سود کی لعنت سے خاندان کے خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

بیع اور ربا میں پانچواں بڑا فرق یہ ہے کہ بیع کی جو بھی شرح طے ہو وہ ایک بار وصول ہو جائے تو اس کے بعد بائع کے مطالبات ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن سود خوار کے مطالبات کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے منافع اور وصولیابی کا سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

خرید و فروخت پر مبنی کاروبار اور ربا میں چھٹا فرق یہ ہے کہ خرید و فروخت میں انسان کی محنت، صلاحیت، ذہانت اور وقت سب صرف ہوتے ہیں جب جا کر کچھ نفع ہوتا ہے۔ لیکن سود خوار بغیر کسی محنت اور وقت کے صرف کیے سود اور منافع وصول کرتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کی حیثیت شریک تجارت یا شریک کاروبار کی نہیں رہتی۔

الاصل فی الکلام الحقیقۃ ☆ بنیادی طور پر کلام میں حقیقی معنی مراد لیا جاتا ہے

اس طرح کے اور بہت سے فرق ہیں جنہوں نے خرید وفروخت اور ربا کو ایک دوسرے سے مختلف اور ممتاز کر دیا ہے اور قرآن پاک نے اسی اختلاف وامتیاز کے پیش نظر ایک کو حلال وطیب اور دوسرے کو قطعی حرام قرار دیا ہے۔

۳۔ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ واللّٰهُ لا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ (بقرہ: ۲۷۶:۲)

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے یاد رکھو اللہ کسی نافرمان کافر کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ سود درحقیقت ترقی کے بجائے تنزل کا سبب ہے۔ نہ سود کے مال میں برکت ہوتی ہے کہ اس سے اطمینان اور سکون میسر ہو اور نہ کسی معاشرہ میں حقیقی معاشی انصاف قائم ہوسکتا ہے۔اور نہ سود خوار کو آخرت میں کوئی فلاح نصیب ہوگی۔اس کے برعکس صدقات سے مال میں برکت بھی ہوتی ہے،صدقہ دینے والا اطمینان قلبی اور سکون روحانی کی دولت سے بھی بہرہ مند ہوتا ہے۔مزید برآں جس معاشرہ کی اساس صداقت، اخوت اور رحمت پر ہو، وہاں حقیقی انصاف بھی قائم ہوتا ہے۔

ایک حدیث مبارک میں حضورﷺ نے اشارہ فرمایا کہ سود کا مال کتنا بھی بڑھ جائے اس کا انجام افلاس ہی ہوتا ہے۔ معاشیات کی تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔کسی سودی معاشرہ میں جب کساد بازاری آتی ہے(جو سودی نظاموں میں عموماً ناگزیر بتائی جاتی ہے) تو وہ ایسے ہولناک انجام سے دوچار ہوتا ہے جس کی مثال کسی غیر سودی معاشرہ میں نہیں مل سکتی۔تجارت اور کاروبار میں جتنی تیزی سے اتار چڑھاؤ سودی نظام میں آتے ہیں، غیر سودی نظام اس سے بڑی حد تک محفوظ رہتا ہے۔تجارتی چکر یا ٹریڈ سائیکل کے بارے میں ماہرین معاشیات جو کچھ کہتے ہیں وہ اکثر وبیشتر ایک سودی نظام کے اساسی تصورات پر مبنی نظام پر ہی صادق آتا ہے۔

۴۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُو اتَّقُو اللّٰهَ وَ ذَرُوْ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْ ذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍوَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (بقرہ،۲:۲۷۸۔۲۸۰)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر واقعی مومن ہو تو جو ربا بچ گیا ہے (واجب الادا ہے) اس سے دستبردار ہو جاؤ،لیکن اگر ایسا نہ کرو گے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے لئے اعلان جنگ ہے۔ ہاں اگر تم تائب ہو جاؤ تو

تمہیں اپنے اصل سرمایہ لینے کا حق ہے۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اگر (مقروض) تنگ دست ہو تو اس وقت تک مہلت دو جب تک خوشحالی حاصل نہ ہو جائے۔ اور اگر (ایسے تنگ دست کو) بطور صدقہ چھوڑ دو تو یہ تمہارے لیے بہت ہی اچھا ہے بشرطیکہ تمہیں (ان حقائق کا) علم ہو۔

ربا کے بارے میں یہ آخری آیت ہے جو حجتہ الوداع سے ذرا پہلے نازل ہوئی۔ اس میں تمام سابقہ سودی دعاوی اور واجب الادا رقموں کو کالعدم کر دیا گیا۔ اس حکم کا مزید اعلان و اشتہار رسول اللہ ﷺ نے اپنے شہرہ آفاق خطبہ حجتہ الوداع میں فرما دیا اور اس حکم پر سب سے پہلے عمل کرتے ہوئے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تمام سودی معاملات کالعدم قرار دے دیئے بلکہ غیر مسلموں تک کے ذمہ مسلمانوں کی جو رقمیں واجب الادا تھیں وہ بھی کالعدم کر دیں۔

یہاں قرآن پاک نے راس المال کی اصطلاح استعمال کی ہے جو اس بات کا صاف اشارہ ہے کہ یہ حکم تجارتی اور سرمایہ کاری سود پر بھی یکساں طور پر منطبق ہوگا۔ جیسا کہ معلوم ہے، قریش کے سودی کاروبار میں بیشتر سود تجارتی نوعیت ہی کا ہوتا تھا، اس لئے کہ اول تو صرفی قرضے لینے والے وہاں تھے ہی برائے نام، دوسرے عرب روایات کے بموجب جہاں غریب کی مدد، مہمان نوازی اور سرپرستی ایک خوبی تھی۔ اس ماحول میں یہ بات بعید از تصور ہے کہ سرداران قریش اور بالخصوص حضرت عباس رضی اللہ عنہ جیسے مخیّر اور دریا دل بزرگ غریبوں کو صرفی قرضہ بھی سود پر دیتے ہوں۔ ایسے لوگ وہاں اگر ہوں گے بھی تو بہت معمولی اقلیت میں ہی ہوں گے جو غریب سے اس کی ذاتی ضروریات کی رقم میں سے سود وصول کرتے ہوں۔

حرمت سود کے بارے میں چند احادیث:

یہ قرآن پاک کی وہ آیات ہیں جن میں سود کی حرمت کو بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کرایا گیا ہے۔ حرمت سود کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان میں مزید تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ ان احادیث کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سب کو اس مختصر یونٹ میں بیان کرنا مشکل ہے تاہم ان میں سے چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) اجتنبو السبع الموبقات قالو ایا رسول اللہ وما ھن ؟ قال ﷺ الشرک باللہ و اکل الربوا (بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی)

سات تباہ و برباد کر ڈالنے والے امور سے بچو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ تباہ و برباد کر ڈالنے

والے امور کونسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ۔۔۔۔۔اور سود کھانا۔۔۔۔

(۲) لعن رسول الله ﷺ اکل الربوا وموکله و کاتبه و شاهدیه وقال هم سواء(مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے چار لوگوں پر لعنت فرمائی ہے! سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، سود کی دستاویز لکھنے والے پر، سود کے بارے میں گواہ بننے والوں پر، اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

۳۔ الربوا ثلاث وسبعون بابا ایسرها مثل ان ینکح الرجل امه (حاکم و مثله عن البهقی وغیرہ)

گناہ کے لحاظ سے سود کے تہتر درجات ہیں۔ ان میں سب سے کم درجہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کرے۔

۴۔ ما احد اکثر منالربوا الا کان عاقبة امره الی قلة (حاکم ،ابن ماجہ)

جس شخص نے سودی کاروبار کیا، اس کا انجام ہمیشہ مال کی کمی اور نقصان پر ہوا۔

۵۔ لیاتین علی الناس زمان لا یبقی منهم احد الا اکل الربوا۔فمن لم یاکله اصابه من غباره (ابو دائود، ابن ماجه)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایسا وقت آنے والا ہے کہ کوئی سود کھانے سے نہیں بچ سکے گا۔ اگر کوئی شخص براہ راست سود نہیں کھائے گا تو اس کے گرد وغبار سے ضرور متاثر ہوگا۔

۶۔ سالت عائشة (رضی الله عنها) فقلت بعت زید بن ارقم جاریة الی العطاء بثمانمائة وابتعتها منه بستمائة فقالت عائشة (رضی الله عنها) بئس والله ماشتریت! ابلغی زید بن ارقم انه ابطل جهاده مع رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم الا ان یتوب قالت . افرایت ان اخذت راس مالی؟ قالت! لا باس! من جاء ه موعظة من ربه فانتهی فله ماسلف .وان تبتم فلکم رئوس اموالکم (عبدالرزاق)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ کہتی ہیں) میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور کہا! کہ میں نے زید بن ارقم کے ہاتھ آٹھ سو درہم ادھار میں

ایک لونڈی بیچی اور طے ہوا کہ وہ رقم وظیفہ ملنے پر ادا کر دیں گے۔ پھر میں نے فوراً ہی وہ لونڈی ان سے چھ سو میں خرید لی۔ حضرت عائشہ نے یہ سن کر فرمایا تم نے بہت برا سودا کیا ہے، زید کو بتا دو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انہوں نے جو جہاد کیا تھا وہ سارے کا سارا ضائع ہو گیا ہے، ہاں اگر وہ توبہ کر لیں تو پھر نہیں۔ میں نے پوچھا کہ اگر میں ان سے اپنی اصل رقم ہی واپس لے لوں؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے (پھر آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کی یہ آیات تلاوت فرمائیں)۔ ''اس لئے کہ جس کے پاس اپنے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی اور وہ اس کے نتیجہ میں باز رہا تو اس کو اتنا ہی ملے گا جتنا اس نے آگے بھیجا۔ اور اگر تم توبہ کر لو تو تم کو اپنے اصل سرمائے ملیں گے۔''

سود کی قباحتیں:

اسلام ایک عادلانہ اور منصفانہ نظام پر مبنی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ معاشرہ میں باہمی اخوت اور ہمدردی دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں افراد کا باہمی تعلق اور لین دین تعاون، مواسات اور ہمدردی کا ہوتا ہے۔ ان اقدار کی نشوونما اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اسلام نے ظلم و استحصال کے تمام ممکنہ راستوں کو ایک ایک کر کے بند کیا ہے اور ان تمام امور کو پسندیدہ ٹھہرایا ہے جن سے باہمی تعاون و تکافل کے جذبہ کو جلا ملتی ہے۔

سود جو ذہنیت پیدا کرتا ہے وہ قدم قدم پر اسلام کی اقدار سے ٹکراتی ہے۔ سود خوار کا مقصد ہی دوسرے کی ضرورت سے فائدہ اٹھا کر اپنی جیب بھرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا سود خوار کے ہاں اخوت اور باہمی ہمدردی بے معنی یا کم از کم غیر متعلق الفاظ ہوتے ہیں۔ آئندہ چند صفحات میں سود کی ایسی چند قباحتیں ذکر کی جا رہی ہیں جن سے یہ اندازہ ہو سکے گا کہ سود خواری اسلام کی تعلیمات سے کس طرح اور کہاں کہاں متصادم ہوتی ہے۔ ان قباحتوں کو تین بڑی قسموں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ یعنی اخلاقی قباحتیں، معاشرتی قباحتیں اور معاشی قباحتیں۔

اخلاقی قباحتیں:

۱۔ سود ایک ظالمانہ سلسلہ کی بنیاد رکھ دیتا ہے جس میں آنے والا ہر دن ظلم کے اس سلسلہ کو پھیلاتا چلا جاتا ہے ہر کاروبار ایک نئے سودی چکر کا آغاز کر دیتا ہے جو لوگوں کی امیدوں اور آرزؤں کو روندتا چلا جاتا ہے اور کسی کے دل میں ذرہ برابر ٹیس نہیں اٹھتی کہ کس مظلوم کا گھر لٹا، کس بے کس کی رہی سہی پونجی

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

ڈوبی اور کس بے سہارا کا سہارا ڈھے گیا۔ یہ سنگدلانہ مزاج سود خواری کا لازمی نتیجہ ہے۔ ایک بار جب یہ کٹھور پن پیدا ہو جائے تو ایک ایک کر کے انسانی ہمدردی، اخلاق اور اخوت کے سارے عناصر اپنی موت آپ مر جاتے ہیں۔

۲۔ سود کے نتیجہ میں خود غرضی جنم لیتی ہے اور انسان کا یہ مزاج بن جاتا ہے کہ وہ اپنے نفع اور اپنے کاروبار کی کامیابی سے بحث رکھے اور دوسرے کے نقصان سے اس کو کوئی سروکار نہ رہے۔ مقروض کے گھر فاقے پڑ رہے ہیں یا ہن برس رہا ہے، یہ سود خوار کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کی دلچسپی صرف اتنی ہے کہ وہ مقررہ وقت پر اپنی اصل رقم مع سود وصول کر لے۔ چاہے اس کے نتیجے میں کسی کو گھر کے برتن اور تن کے کپڑے ہی کیوں نہ بیچنے پڑ جائیں۔

۳۔ سود خوارانہ نظام میں انسان کی حیثیت ثانوی اور اس کی ضروریات کی تکمیل کا خیال اس سے بھی کم تر حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور مال و دولت کو اولین ترجیح حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کی محنت ایک بے قیمت اور بے حیثیت شے بن کر رہ جاتی ہے اور سرمایہ اصل مقصود قرار پاتا ہے۔ انسانی محنت کے ضیاع پر کسی کا دل نہیں دکھتا ہاں اپنے چار پیسے کے ضیاع پر سود خوار برسوں آہیں بھرتا ہے۔

۴۔ سودی نظام میں پھنس کر انسان رزق حلال کی لذت کو بھول جاتا ہے۔ خون پسینہ بہا کر محنت کی کمائی میں جو برکت اور پاکیزگی ہوتی ہے وہ گھر بیٹھے مفت کی کھانے والے کو نصیب نہیں ہوتی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طبیعت اس کی عادی ہوتی جاتی ہے اور ایک مرحلہ پر رزق حلال کے تصور سے اس کی طبیعت گھبرا اٹھتی ہے۔

۵۔ سود خوار مال و زر کی محبت میں اتنا کھو جاتا ہے کہ اس کے لئے مال کا واحد محرک مزید مال کا حصول ہو جاتا ہے اور یہ چیز رفتہ رفتہ خوبیوں کو چاٹ جاتی ہے۔ حرص اور لالچ سود خوار کے رگ و پے میں رچ بس جاتے ہیں، دوسرے کی جیبیں خالی کرا کے اپنی جیب بھرنا اس کا سب سے طاقتور جذبہ بن جاتا ہے۔

۶۔ جب ایک بار حرص اور لالچ کے بھوت سود خوار پر سوار ہوتے ہیں تو اس کا دماغ صرف کسب مال اور جلب زر کی نت نئی تدبیریں سوچنے میں لگ جاتا ہے اور ابلیسی ذہن اور قارونی طبیعت اس کو قمار بازی اور جوئے کے راستے پر ڈال دیتی ہے جو سود سے بھی زیادہ آسان راستہ ہے۔ ایک بار جب گھر بیٹھے مفت کھانے کی لت پڑ جائے تو انساں پر آسان راستہ اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ قمار بازی اور جوئے میں یہ چیز بہ سہولت حاصل ہونے کا امکان رہتا ہے اور ایک بار جب جوئے کی لت پڑ

جائے تو انسان انسانیت کی بلندی سے گر کر اسفل السافلین پستی میں جا گرتا ہے۔ جوئے میں گھر بار، اہل خانہ، بیویاں اور بیٹیاں داؤ پر لگا دینے کی دالخراش کہانیاں کس کے علم میں نہیں ہیں۔

معاشرتی قباحتیں:

ان خرابیوں کے علاوہ متعدد ایسی معاشرتی برائیاں ہیں جو سود کے نتیجہ میں پورے معاشرہ میں بگاڑ اور فساد کے جراثیم کو پھیلا دیتی ہیں۔ یہاں چند ایسے معاشرتی مفاسد کی نشاندہی کی جارہی ہے جو سودی نظام کے براہ راست نتیجہ کے طور پر پیدا ہوتے ہیں اور ہورہے ہیں اور نہ صرف جدید دنیا بلکہ دنیائے اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی کی طرف لے جارہے ہیں۔

۱۔ سود کے نتیجے میں دولت کا جو ہولناک ارتکاز ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں معاشرہ دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔ ایک طرف وہ چند سود خوار ہوتے ہیں جو ملک کی دولت کو کنٹرول کرتے ہیں، ملک کے تمام وسائل پر قابض ہو کر من مانیاں کرتے ہیں، دوسری طرف وہ کروڑوں افراد ہوتے ہیں جو انہی بنیادی ضرورتوں ہی کو ترستے رہتے ہیں۔ ان دونوں طبقوں کے درمیان پہلے معاشرتی دوری پیدا ہوتی ہے پھر معاشی حد بندی قائم ہوتی ہے جو ناپسندیدگی اور نفرت کے بعد کینہ اور جنگ و جدال کے مناظر پیش کرتی ہے۔ اور یوں ایک نہ ختم ہونے والی کشمکش پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۔ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اگر بے محنت اور بے مشقت دولت حاصل ہو تو اس کی قدر نہیں ہوتی۔ جن معاشروں میں دولت کی ریل پیل کسی طبقہ میں گھر بیٹھے اور بغیر خون پسینہ بہائے ہونے لگے وہاں کئی اجتماعی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ لوگ فضول خرچی میں مقابلہ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ جس کا معاشی اثر ان چند سو یا چند ہزار خاندانوں پر تو کوئی خاص نہیں پڑتا جہاں دولت کی بہتات ہوتی ہے لیکن وہ لاکھوں خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں جن کے پاس مفت کی آمدنی یا تو نہیں ہے یا ان کے پاس اس کے وسائل و اسباب نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ امت کی مفلسی سے نہیں بلکہ بسیار زری کے اندیشہ سے پریشان رہتے تھے۔

۳۔ سودی لین دین کی بنیاد پر قائم معاشرہ کبھی کسی مضبوط اخلاقی بنیاد پر استوار نہیں ہو سکتا۔ اس میں وہ یکجہتی اور فراخدلانہ تعاون پیدا نہیں ہو سکتا جس کی توقع اسلام کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جب ہم اسلام کی معاشرتی اقدار کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے تصور تکافل او تضامن کی بات کرتے ہیں تو آج کا ایک عام تعلیم یافتہ فرد جو دینی اقدار سے نامانوس ہو وہ اس طرح حیرت سے دیکھتا ہے جیسے کوئی ناقابل عمل بات کہی جارہی ہو۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سِن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

یہ معاشرتی مفاسد سودی نظام میں لازماً پیدا ہوتے ہیں اور پورے معاشرہ کو گھن کی طرح اندر ہی اندر چاٹ جاتے ہیں۔ بظاہر معاشرہ اور معاشرتی ادارے پھیلتے اور پھولتے نظر آتے ہیں لیکن وہ اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہوتے ہیں اور زمین بوس ہونے کے لئے معمولی سے بہانے کے منتظر رہتے ہیں۔

معاشی قباحتیں:

مشرق ومغرب دونوں جگہ کے ماہرین معاشیات اب اس نتیجہ پر پہنچتے جارہے ہیں کہ سودی نظام سے اقتصادی اور معاشی میدان میں جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ان سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ سود کو دنیا سے ختم کر دیا جائے۔ دور جدید میں مغربی معاشیات کا امام ''لارڈ کینز'' لکھتا ہے کہ جب تک دنیا سے سود کو ختم نہیں کر دیا جائے گا، بے روزگاری کا مسئلہ حل طلب رہے گا۔ کینز کے نزدیک سرمایہ طبقہ کی استحصالی قوت کو توڑنے کا سب سے موثر راستہ سود کو کالعدم کر دینا ہے۔

سود کے مفاسد اور نقصانات پر کینز وغیرہ نے جو کچھ لکھا ہے اس کی تلخیص ہمارے ملک کے نامور محقق اور ماہر معاشیات پروفیسر شیخ محمود احمد نے اپنی مختصر تالیف ''سود کی متبادل اساس'' میں دی ہے۔ انہوں نے سود کے درج ذیل سولہ نقصانات بتائے ہیں۔

۱۔ سود کی وجہ سے سرمایہ کی کارکردگی محدود ہو جاتی ہے۔ تعمیری عمل اپنی قدرتی وسعت کے اعتبار سے نہیں پھیلتا۔ راقم الحروف (یعنی پروفیسر صاحب مرحوم) کے علم کی حد تک کوئی ماہر معاشیات ایسا نہیں جس نے شرح اور سرمایہ کی صلاحیت کار کے درمیان منفی تعلق کو تسلیم نہ کیا ہو۔ اس منفی اثر کی وجہ سے کئی قدرتی وسائل کی تسخیر رک جاتی ہے۔ بالخصوص چھوٹے کام جن میں سود کا بوجھ اٹھانے کی سکت کم ہوتی ہے یا وہ شروع ہی نہیں کئے جا سکتے یا شروع کرنے کے بعد نقصان اٹھا کر چھوڑنے پڑتے ہیں۔

۲۔ بہت سے لوگ جو روزی کے آرزومند ہوتے ہیں انہیں روزی نہیں مل سکتی اور چونکہ ہر ایک میں سرمایہ حاصل کر کے چھوٹے موٹے کاروبار کرنے کی سکت نہیں ہوتی نہ چھوٹے موٹے کاموں میں سود کا استحصالی بوجھ اٹھانے کی کوئی بڑی قوت ہوتی ہے اور نہ چھوٹے موٹے کاموں میں سرمایہ دار کو قرض دینے میں کوئی مسرت ہوتی ہے اس لئے بیروزگار انسان روزگار کے حصول پر کوئی قدرت نہیں رکھ سکتے۔

۳۔ جن کاموں کو سود کے بوجھ کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے ان میں منافع کی شرح کو اونچا رکھنا ضروری رہتا ہے۔ کیوں کہ ناظم کار کو سود کی وجہ سے پیدا ہونے والے مختلف خطرات کے خلاف ادائیگی کرنا ناگزیر ہوتا ہے۔ لہٰذا منافع خوری میں حد سے آگے چلنے والے کا جو اسلوب تجارت اور صنعت میں نظر

آتا ہے وہ سود کی وجہ سے ہے۔

۴۔ مکان یا دکان کا کرایہ انتہائی طور پر چڑھ جاتا ہے کیونکہ ان کی مالیت پر اس کی شکست وریخت کی ادائیگی کے علاوہ سود شامل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا کرائے کے منافع کی سطح کو اونچا کرنے کی بنیاد مہیا ہو جاتی ہے۔

۵۔ منافع کو اونچا رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ مزدوروں کو پورا معاوضہ نہ دیا جائے۔ یہ محرومی طبقاتی کشمکش کی بنیاد بن جاتی ہے۔

۶۔ اشیاء مسلسل گرانی کا شکار ہوتی چلی جاتی ہیں اور غرباء کو اپنی ضروریات زندگی کے حصول میں اذیت ناک محرومیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۷۔ چیزوں کی مانگ اتنی نہیں ہوتی جتنی اگر قیمتوں کو صحیح سطح پر رکھا جاسکتا تو ممکن ہوتی، لہٰذا کساد بازاری کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔

۸۔ ہر قسم کی پیداوار کو اس سطح سے آگے نہیں بڑھنے دیا جاتا جس سے منافع کی بلندترین سطح ممکن ہو سکے۔ یہ سودی نظام کا ایک بنیادی طریق کار ہے، اس کا اظہار ہر ملک میں اور ہر قسم کی پیداوار میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا سب سے خوبصورت مظہر امریکہ کی پالیسی ہے جس کے تحت حکومت کم وبیش بارے ارب ڈالر سالانہ محض زرعی پیداوار کم کرنے پر صرف کرتی ہے۔ اور چونکہ اتنی بڑی رقم آسانی سے حاصل نہیں ہوتی اس لئے یہ رقم سودی قرض پر حاصل کی جاتی ہے۔ انسان کی محرومی اور سرمایہ کی طاقت کی اس سے زیادہ عبرت ناک مثال شاید دنیا کی تاریخ میں اور کوئی نہ مل سکے۔

۹۔ سودی نظام میں سرمایہ دار طبقہ حکومت کو یقین دلاتا ہے کہ کساد بازاری کی وجہ سے حکومت کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ لہٰذا لوگوں کا روزگار اور قوت خرید مہیا کرنے کے لئے حکومتوں کو اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے بہت زیادہ رکھنے چاہئیں۔ چنانچہ دنیا کی بیشتر حکومتیں سرمایہ دار طبقہ کی اس چال میں گرفتار ہیں جس میں پاکستان کی حکومت بھی شامل ہے۔

۱۰۔ سودخوار طبقہ انہی حکومتوں کو اپنے استحکام کا ذریعہ بنالیتا ہے، وہ نہ صرف افراد اور اداروں کی آمدنی کے ایک معتدبہ حصہ کا مالک بن جاتا ہے بلکہ آمدنی کے اس کثیر حصہ پر بھی قابض ہو جاتا ہے جو قرضوں پر سود کی شکل میں حکومتوں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے تابع تمام حکومتوں کا وہی حال ہے جو پاکستان کا ہے کہ ہر سال کھربوں روپیہ قرض لیا جاتا ہے اور اربوں روپیہ سالانہ سود ادا کیا جاتا ہے۔

۱۱۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں، نچلا اور متوسط طبقہ بے روزگاری اور گرانی میں

پستا چلا جاتا ہے اور سرمایہ دار طبقہ اپنی سود کی غیر محدود آمدنی پر گل چھرے اڑاتا نظر آتا ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی کے خوبصورت الفاظ میں ایک طرف ''دولت کا ورم'' اور دوسرے طرف معاشی لاغری پیدا ہو جاتی ہے۔ یوں نفرت کا لاوا کروڑوں انسانوں کے سینے میں جمع ہونا شروع ہوتا ہے۔

۱۲۔ ہر ملک کوشش کرتا ہے کہ اس کی برآمدات بڑھیں اور درآمدات کم ہوں تا کہ ملک کے اندر بیروزگاری جسے سود نے پیدا کیا ہے، برآمدات میں پھیلاؤ کی مدد سے دوسرے ملکوں میں منتقل ہو سکے، چونکہ باقی ملک بھی اسی بیماری کے مریض ہوتے ہیں، اس لئے کوئی ملک اس سمت میں کوئی واضح کامیابی حاصل نہیں کر سکتا، البتہ بین الاقوامی کھنچاؤ بڑھتا چلا جاتا ہے اور بعض اوقات اس کی شدت جنگ کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔

۱۳۔ سود نام ہی روپے کو انسان پر برتری دینے کا ہے۔ کیونکہ یہ انسان کی محنت کے نتیجے سے کوئی سروکار نہیں رکھتا بلکہ اگر انسانی محنت ضائع ہو جائے تب بھی سرمایہ دار اپنا سود چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا لہٰذا کچھ تعجب نہیں کہ نئی تہذیبی روایت میں شرافت، رزق حلال اور انسان کی قیمت مسلسل گرتی چلی جاتی ہے اور لالچ، حرص اور لوٹ کھسوٹ سب سے موثر اور توانا جذبے بن جاتے ہیں۔

۱۴۔ ماہرین معاشیات آج حیران ہیں کہ ان بیماریوں کا کیا علاج کریں، لیکن باوجود علم کی دسترس کے سود کے نتائج کو دور کرنا سود کو دور کیے بغیر ممکن نظر نہیں آتا اور چونکہ سود کو دور کرنا انہیں قابل قبول نہیں اس لئے ٹھوکریں کھاتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے پاس بے روزگاری کے جتنے علاج ہیں وہ گرانی بڑھانے والے ہیں، ماہرین معاشیات کی یہ بے بسی قابل رحم بھی ہے اور عبرت ناک بھی۔

۱۵۔ سودی نظام کی وجہ سے معاشی ناہمواری، اندرونی کھنچاؤ، بیرونی دباؤ اور کساد بازاری کے خطرے ہر وقت سر پر منڈلاتے رہتے ہیں۔ لہٰذا بینک اپنے پاس آنے والا سب روپیہ قرض پر نہیں دیتے بلکہ اس کا کچھ حصہ ریزرو میں رکھتے ہیں تا کہ اگر یک دم مانگ آئے تو اسے چکایا جا سکے۔ جتنا ریزرو اونچا ہو گا، اتنا ہی سرمایہ کی فراہمی محدود ہو گی۔ اگر ریزرو ۳۳ فیصد ہو تو بچتوں کا تین گنا قرض دیا جا سکتا ہے۔ اگر پچیس فیصدی ہو تو چار گنا، اگر بیس فیصدی ہو تو پانچ گنا، اگر دس فیصدی ہو تو دس گنا قرض دیا جا سکتا ہے، اب مثلاً ہمارے ملک میں ۴۵ فیصدی ریزرو رکھا جاتا ہے چنانچہ دو گنا سے کچھ ہی زیادہ قرض دیا جا سکتا ہے۔

سرمایہ کی رسد میں اس مصنوعی کمی کے ساتھ ساتھ اس کی مانگ میں حکومت کے خسارے کے بجٹ کے توسط سے اضافہ کروالیا جاتا ہے تا کہ سود کی سطح مستحکم رہے۔

گویا سود ایک خودکار نظام ہے جس میں سرمایہ ہمیشہ ضرورت سے کم رہے گا تا کہ اس کی کامیابی

☆ طرفین: فقہ میں طرفین سے مراد امام ابوحنیفہ و امام محمد ہیں۔ (رحمہما اللہ تعالیٰ) ☆

کی قیمت اسے ملتی رہے، اس استحصال کے تسلسل میں کبھی کمی نہیں آسکتی، کیونکہ اس کے مستقبل کی حفاظت اس کا طریق کار کراتا ہے۔

۱۶۔ سود خوار اپنے مفاد کی حفاظت کرنے کے لئے ہر چیز کو داؤ پر لگانے کے لئے تیار رہتا ہے۔ چنانچہ جب عوام اپنی محرومیوں کے خلاف آواز اٹھانا شروع کرتے ہیں تو سود خوار منافع کو معاشی برائیوں کی جڑ کے طور پر آگے پیش کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سرمایہ داری کے خلاف ردعمل بجائے سود کے خلاف موثر اقدام کرنے کے سوشلزم کی راہ اختیار کرتا ہے جس میں منافع کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کی ذاتی جائیداد ختم کر دی جاتی ہے اور تمام چیزیں بشمول زمین، مکان، کارخانہ وغیرہ قومیالی جاتی ہیں، لیکن لطیفہ یہ ہے کہ اصل چور کو وہاں بھی کوئی نہیں پکڑتا، بینک میں رکھی رقم نہ تو قومیائی جاتی ہے نہ اس پر سود کی ادائیگی بند ہوتی ہے۔ سوائے چین کے وہاں ڈیپازٹ پر سود کی ادائیگی کی شرح گرا کر نصف فیصد کے قریب رکھی گئی تھی۔

پروفیسر شیخ محمود احمد مرحوم لکھتے ہیں کہ ان سولہ نتائج کی نشاندہی ظاہر کرتی ہے کہ سود کے مفاسد اور خرابیاں پورے طور پر دریافت کرنے میں ہم نے ابھی چوتھائی راستہ بھی طے نہیں کیا۔ کیونکہ ایک روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سود کے وبال تہتر (۷۳) قسم کے ہیں اور سب سے ادنیٰ قسم ایسی ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ کا مستحق ٹھہرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ ماں کے ساتھ زنا سے ستر گناہ زیادہ بڑا گناہ ہے۔

(جاری ہے)

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی صاحب کا

فتاوی دارالعلوم نعیمیہ

شائع ہوگیا

خوبصورت جلد، عمدہ کاغذ، نفیس کتابت، اور اہم علمی مسائل پر مشتمل ۲۵۰ صفحات ہدیہ ۱۶۰ روپے

ناشر: ادارہ منشورات نعیمیہ لاہور